وهو الغفور الرحیم

بتوفیق اللہ تعالیٰ مکتوبات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مسمّٰی بہ

تصفیۃ العقائد

باہتمام

(مولوی) محمد اسحاق صاحب

کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور

شائع گردید

ہر قسم کی دینی غیر دینی علمائے حقانی کی تصانیف نہایت ارزاں عمدہ ملنے کا پتہ } کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔پی)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رح کی دیگر تصانیف

نام کتاب	قیمت
صدق اسلام یعنی تقریر دلپذیر محشی و معنون۔ حضرت مولانا کی وہ مشہور و معروف تالیف ہے جو کلامی دنیا میں ایک قابلقدر ذخیرہ اسلامی توحید و رسالت اور اسکے بنیادی اصول پر ایسے محققانہ عقلی دلائل کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے کہ تمام فرق باطلہ کو بھی دلائل عقلیہ کی بنا پر اس تسلیم سے چارہ نہیں رہتا کہ اسلام ہی ایک نجات دہندہ مذہب ہے۔ اسکی قدر و منزلت اہل علم حضرات سے دریافت کیجئے کہ وہ اسکے کسقدر دلدادہ و شیدا ہیں۔ یہ کتاب مع عنوانات جدید و قدیم حاشیہ چھپکر عرصہ ہوا نایاب ہوگئی تھی حال ہی میں کتبخانہ رحیمیہ نے بڑے خاص اہتمام سے ۲۲x۱۸ سائز پر بہترین کتابت و طباعت سے آراستہ کرکے نہایت عمدہ گلیز کاغذ پر طبع کرایا ہے قیمت فی جلد صرف	۱۲؍
حجۃ الاسلام اثبات توحید و رسالت اور ارکان اسلام کے فطری ہونیکی بحث میں بے نظیر کتاب ہے سائز ۲۲x۱۸ کاغذ ۱۰ پونڈ گلیز قیمت میں پہلے سے تخفیف کردی گئی ہے یعنی بجائے ۸؍ کے	۶؍

نام کتاب	قیمت
تحفہ لحمیہ جسمیں دلائل فطریہ و عقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ انسان فطرۃً گوشت کھانیوالا ہے کاغذ گلیز ۲۰ پونڈ قیمت صرف	۱؍
انتصار الاسلام کلاں محشی و معنون جسمیں محققانہ طریقہ پر بت پرستی بانی آریہ سماج کے ان نو اعتراضات کے دندان شکن جوابات درج ہیں جنکو لاینحل سمجھکر پنڈت جی نے رڑکی کے زبردست و عام جلسہ میں کئے تھے قیمت	۶؍
جمال قاسمی سماع موتی و حیات النبی پر ایک دلکش بحث۔ قیمت صرف	۱؍
آب حیات قیمت	عہ
اسرار قرآنی "	۲؍
انتباہ المؤمنین "	۱؍
تحذیر الناس "	۳؍
توثیق الکلام ۲؍ جواب ترکی بترکی	۳؍
فیوض قاسمی ۳؍ گفتگوئے مذہبی	۳؍
مباحثہ شاہجہانپور ۸؍ لطائف قاسمی	۲؍
سوانح عمری حضرت مولانا محمد قاسم رح	۳؍

مذکورہ بالا اور ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتابیں عمدہ اور سستی ملنے کا پتہ { **کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)**

جواب اصل پانزدہم۔ عوام تو مصلحت و غیر مصلحت کو جانتے ہی نہیں اس بات میں اگر بحث کشا ہوتے ہیں تو علماء ہی ہوتے ہیں ہاں ہر فرقہ میں باہم فرق عموم و خصوص ہوتا ہے مگر سید صاحب نے یہ لکھا کہ مصلحت مصطلح عوام کیا ہے اور مصلحت مراد خاص کیا جو اس باب میں نظر کی جاتی کہ اس انتساب میں بے ادبی لازم آتی ہے یا نہیں ہاں بیچارگی کے لفظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصلحت مصطلح عوام کچھ ایسا امر ہوتا ہے جس میں دروغ یا دروغگوئی کا انتساب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوجاتا ہے لیکن بایں نظر کہ انتساب مذکور کی بھی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا یکساں حکم نہیں منجملہ انکے تعریضات بھی ہیں جنکے معنی مطابقی تو مخالف واقع نہیں ہوتے مگر اور معنی مخالف واقع کی طرف کھینچ لی جاتی ہیں پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جنمیں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضرور نہیں اگرچہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سبھی سے محفوظ ہوں تو لازم پڑا کہ اس باب میں ایک تحقیق مختصر بقدر ضرورت لکھئے سو سنئے کہ بعض بعض افعال تو خیر بایں معنی ہوتے ہیں کہ انکی وضع کسی امر خیر کیلئے ہوتی ہے جیسے آگ احراق و حرارت کیلئے اور پانی رطوبت اور تربیت کیلئے موضوع اور مخلوق ہوئے ہیں۔ ایسے ہی نماز مثلاً تعظیم باری کیلئے موضوع ہوئی ہے جسکی خیریت میں پھر کچھ تامل نہیں اور جسمیں اصلا شائبہ شر نہیں اور بعض افعال شر محض بایں معنی ہوتے ہیں کہ انکی وضع کسی امر شر کیلئے ہوتی ہے جیسے قطع اعضا تخریب بدن اور فساد جسم کیلئے موضوع ہے ایسے ہی ظلم و ستم آزار مردم اور زنا دست بیحیائی کیلئے موضوع ہے اور علی ہذا القیاس اور افعال کو سوچ دیکھئے مگر بعض افعال ایسے ہیں جنکی حد ذات اور مرتبہ حقیقت میں نہ کوئی خوبی ہوتی ہے نہ کوئی برائی تو یہ اگر نتیجہ حسن کے وسیلہ اور امر خیر کے ذریعہ ہوجاتی ہیں تو منجملہ محاسن سمجھی جاتی ہیں اور اگر کسی نتیجہ قبیح کے وسیلہ اور امر شر کے ذریعہ ہو جاتے ہیں تو منجملہ مساوی و ذمائم شمار کئے جاتے ہیں مثلاً رفتار ابصار استماع وغیرہ کہ فی حد ذاتہ امور حسن و قبیح البتہ اگر رفتار مسجد کی طرف ہے تو منجملہ طاعات سمجھی جاویگی اور اگر شراب خانہ یا بتکدہ یا چکلہ کی طرف ہو تو معاصی میں داخل ہو جاویگی اور اگر کہیں دونوں مجتمع ہو جائیں تو پھر غلبہ کا لحاظ کیا جاویگا مثلاً اجتماع جہال اندر مساجد میں اگر موجب حصول برکات جماعت و مزید ثواب ہے تو اندیشہ فتنہ و خوف تعلق خاطر بے با دیگر سے بھی ساتھ ہی لگا ہوا ہے اس میں اگر مکان یا زمان میں جہت اولی غالب ہو جیسے زمان برکت تو ان حضرت نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم بوجہ کمال زہد صحابہ و صحبت یا غلبہ ایمان بنا

روز گو را ندیشہ فساد اگر تھا تو موہوم تھا تو بے اوقات محنہ میں اجازت ہوگی بلکہ داخل سلسلۂ محاسن
ہوجاویگا اور اگر کسی زمان و مکان میں جہت ثانیہ قوی نظر آئیگی تو حکم اول منعکس ہو ممانعت ہوجاویگا اور
یہ فعل از قسم سیئات سمجھا جاویگا۔ اب اس بات کے دیکھنا رہا کہ کذب و تعریض میں اگر قبح ہے تو کس قسم
کا ہے ہم دعوی کرتے ہیں اور سب اہل عقل انشاء اللہ تعالی تسلیم ہی کرینگے کہ کذب بمعنی گفتار مخالف واقع
بذات خود قبیح نہیں البتہ بلحاظ فریب یا بلحاظ اعتقادی مردم جس کے اُن کا ضرر متصور ہے یا متیقن قبیح ہوجاتا ہے
ہاں کذب بمعنی فہم مخالف واقع قبیح ذاتی ہے جس کو جہل مرکب کہتے ہیں اس صورت میں اگر گفتار
مخالف واقع کسی موقع میں خالی از مضرت ہو جیسے یا اُسکے ساتھ بعد خلو از مضرت کوئی منفعت
بھی لگ جاوے یا دونوں مجتمع ہوجائیں تو بوجہ ممانعت جو کذب مضر کیلئے ہے بحال خود نہ رہیگی پہلی
صورت میں تو بذات خود ایک لغو ہوجاویگا گو باین لحاظ کہ کذب کی عادت رہیگی تو عجب نہیں کہ کذب مضر
بھی صادر ہو اور اس وجہ سے یہ عادت کذب مضر کی وسائل میں سے ہوجاویگی اور بالعرض قبح کذب مضر
اس پر عارض ہوجاویگا منجملہ قبائح شمار کیا جاسکتا ہے بہرحال قبح آثار و اضرار مردم سے بالفعل یہ
کذب خالی ہوگا۔ اس کی مثال تو اُن جھوٹے قصے کہانیوں کا شغلہ سمجھئے اور دوسری صورت
یعنی جسمیں بعد خلو از مضرت کوئی نفع بھی لاحق ہوجاوے یہ کذب داخل حسنات ہوگا اس میں اگرچہ عاقل
کو کچھ شبہ نہیں ہوسکتا لیکن بہر تسکین مثال بھی معروض ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بطور
ترغیب ارشاد لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس او کما قال خود اس بات پر شاہد ہے
کہ کذب محمود ہے ہاں اگر قرینہ مقام سے قطع نظر کیجئے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسمیں اگر نفی ہے
تو کذب یعنی اسکی قبح کی نفی ہے جس سے اسکا سیئہ اور معصیت نہ ہونا ثابت ہوتا ہے طاعت ہونا
ثابت نہیں ہوتا لیکن اس بات کا اگر لحاظ کیا جائے کہ یہ ارشاد اُس تردد اور توہم کے مدافعت
کیلئے ہے جو بوجہ ذہن نشین ہوجانے خرابی کذب کی ایسی اصلاحوں سے مانع ہوتا ہے جو بیان
خلاف واقع پر موقوف ہو تو پھر یہ ارشاد بسوق دخل المدح ہی ہوگا اور تیسری صورت میں غلبہ
و قوت جہات متعارضہ پر نظر رکھنی چاہیے اگر جہت منفعت غالب ہے تو منجملہ طاعات اور جہت
مضرت غالب ہے تو منجملہ مضرات سمجھا جائیگا پھر اگر منفعت دینی ہے تو حسنات دینی میں شمار کیا جاویگا
اور منفعت دنیوی ہے تو حسنات دنیوی میں شمار کیا جاویگا مثلاً اطعام طعام یا تعلیم علوم دنیوی

پر منفعت دنیوی اور راحت دنیوی متفرع ہوتی ہو اور تعلیم و تلقین علوم دین پر راحت دینی تو اول حسنات
و احسانات دنیوی دوم حسنات و احسانات اخروی ہے اور تزکیہ و تہذیب قلب بغرض اتباع
محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے راحت اخروی میں سے ہونگے اور اس تفاوت کی
وجہ سے اول کو ثانی سے کچھ نسبت نہ ہوگی مشروعیت قتال کفار اور اُس کا حسنات میں
داخل ہو جانا اسی قسم میں سے ہے کیونکہ قتال مذکور قطع عضو فاسد جسمیں خیر خواہی بدن باقی ظاہر
ہے منجملہ رفاہ باقی مخلوقات سمجھا گیا جب اسقدر آزار مقتولین دفع فساد کے لئے ثواب مستحسن ٹھیرا
تو کذب صریح جسمیں کفار کو دھوکا دینا منظر ہو بغرض دفع فساد و اعلاء کلمۃ اللہ کیوں کر مستحسن
نہ ہوگا اسکا آزار اُس آزار سے جس سے بڑھکر کوئی آزار دنیوی نہیں یعنی قتل کچھ نسبت نہیں
رکھتا جب مرض مذکور جائز ہوا تو یہ کیونکر نہ ہوگا اور وہ حسنات میں سے ہوا تو یہ کیونکر
نہ ہوگا۔ یہ مسلم کہ دفع فساد قتال مذکور سے حاصل ہوتا ہے اور کذب فی الحرب جو بطور خدیعہ
کام آتا ہے چنانچہ ارشاد ہے الحرب خدعۃ بغرض سہولت دفع فساد مطلوب ہے اسلئے تا مقدور
کذب صریح جائز نہ ہوگا تعریضات سے کام لیا جائیگا بلکہ انبیاء کرام اگر تعریضات کو بھی
مکروہ سمجھیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے مترشح ہے تو کچھ عجب نہیں ہاں جس جگہ
دفع فساد خود کذب ہی پر موقوف ہو جیسا کبھی اصلاح بین الناس میں ہوتا ہے تو پھر یہ تامل بیجا ہے
بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی
سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں پھر تیسیر تعریضات جو واقع میں اقسام کذب میں سے نہیں ہوتی
بلکہ مشابہ کذب ہوتی ہیں ہرگز مخالف شان نبوت نہیں ہو سکتے علی ہذا القیاس کسی امر مستحب کا بہ
لحاظ ترک کر دینا کہ اسمیں کوئی فساد عظیم جسکا وزن منفعت استحباب سے بڑھ جائیگا پیدا ہوگا اگرچہ
بظاہر مستلزم ایہام مخالفت واقع ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا کسی بات کو ترک کر کے ایک امر
کو اختیار کر لینا اس جانب مشیر ہے کہ یہی انداز مستحسن ہے اور امر متروک غیر مستحسن اور یہ امر بوجہ ایہام مخالفت منجملہ
دروغ سمجھا جاتا ہے ہرگز مخالف شان نبوت نہیں بلکہ موافق شان نبوت ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا خانہ کعبہ کو بطور سابق رہنے دینا اور منہدم کر کے بنائے ابراہیمی پر نہ بنانا اور دہلیز کو زمین سے نہ لگا دینا
اور دو دروازے ایک شرقی ایک غربی نہ بنانا حالانکہ آپ کے کلام سے اُسی جانب رغبت ٹپکتی تھی اور آپ کی رغبت خود

ایک دلیل مستجاب ہے۔ فقط اسی وجہ سے تھا کہ اس کے منہدم کرنے میں جاہلان امت سے جو خیر میں بحضرت مسلمان ہوگئے تھے یقین ارتداد و مخالفت تھا سو آپ نے سمجھا کہ اس تغیر و تبدل کیا اتنا نفع نہ ہوگا جتنا نقصان ہوگا۔ اس تغیر و تبدل میں تو فقط اتنا ہی نفع ہے کہ وقت طواف و دخول خانہ سہولت رہیگی اور خانہ کعبہ حالت اصلی پر آجاویگا اور ظاہر ہے کہ اس میں کچھ ترقی دین نہیں جو انبیاء علیہم السلام کا اول کام ہے۔ ہاں نقصان اتنا بڑا ہے کہ انبیاء علیہ السلام کو اس سے زیادہ کوئی نقصان نظر نہیں آتا۔ وہ کیا ہے ارتداد جم غفیر ہے۔ جو بالکل مخالف غرض نبوت ہے اور پھر مخالفت بھی شدیدہ انبیاء لوگوں کے مسلمان کرنے کے لئے آتے ہیں۔ یہاں الٹا ارتداد و کفر بعد اسلام لازم آتا تھا الغرض انبیاء علیہم السلام کو ان امور میں جو بذات خود نہ حسن ہوں نہ قبیح منافع و مضار پر نظر رہتی ہے۔ پھر جیسے مزاج انسانی کی گرم سرد کہنے میں باوجود موجود ہونے اربعہ عناصر کے غلبہ عناصر پر نظر ہوتی ہے۔ اسی طرح درصورت تعارض منفعت و مضرت غلبہ کا اعتبار کیا جاویگا۔ چنانچہ خداوند کریم نے بھی تحلیل و تحریم میں اسی پر نظر فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں فیہما اثم کبیر و منافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما۔ ہاں کبھی یہ ہوتا ہے کہ ایک شے اکثر مظہر مضرت ہوتی ہے اور مظہر منفعت فقط گاہ و بیگاہ ہو جاتی ہے۔ جیسے کذب اکثر اس سے مضرت ہی نکلتی ہے۔ پس جو کلام جس غرض کے لئے موضوع ہوا ہے یعنی اظہار مافی الضمیر مظہر منفعت ہو یا مضرت کذب اسکے مخالف واقع ہوتا ہے تو ایسے مواقع میں اندیشہ مخالفت اخبار روزگار رہتا ہے اور یہ مخالفت موجب تنزل دین و خرابی انتظام دین ہو جاتی ہے اس لئے انبیاء کرام اقصد و تعریضات سے محترز رہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کار پردازان کارخانجات رفاہ کو جن کی درستی ایک عالم کے اجتماع پر موقوف ہو جیسے مثلاً مدرسۃ العلوم لازم ہے کہ ایسی باتوں سے پرہیز کریں کہ عوام اہل اسلام کے تنفر کا باعث ہو۔ قطع نظر حرمت و کراہت ذاتی کے ایسے شخص کو بہت سے محرمات و مکروہات کے استعمال سے ایسی خرابی کا دیکھنا پڑیگا جسکے باعث اپنی امید دیرینہ کو دست برداری اور محرومی کا کھٹکا ہے بالجملہ انبیاء علیہم السلام کے کارخانے ... یا کاری

نہیں ہوتی یعنی دنیا کے مقاصد کو بیرایۂ دین سے طلب نہیں کرتے پر انہیں بھی شک نہیں کہ دانشمندانہ ہوتے ہیں جاہلانہ نہیں ہوتے سو اگر اسی مصلحت اندیشی کی تجویز پر اندیشۂ کفر ہے تو یہ عین ایمان کی باتوں پر کفر کا فتویٰ دینا ہے اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔ اسکے بعد یہ گذارش ہے کہ بحث و مباحثہ اپنا شیوہ نہیں خواہ مخواہ کسی کی بات میں دخل دینے کی عادت نہیں اور ہوتی بھی تو کیا ہوتا حسب ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اذا رایت هوی متبعا وشحا مطاعا ودنیا موثرة واعجاب كل ذی رأی برأیه فعلیك بخاصة نفسك ودع امر العوام او کما قال اس زمانہ میں مستحسن بھی ہے کہ کتنی ہی بڑی زبان کیوں نہ ہو پر اپنے منہ میں لئے بیٹھے رہنا چاہئے کیونکہ جو سامان خیر خواہی کے موثر ہونے کے ہیں وہ یک لخت مفقود ہو گئے ہیں اور جو سامان اُلٹے تعصب کے ہیں ایسے اوقات میں سب فراہم نظر آتے ہیں اس صورت میں موافق فرمودۂ مومن سے

غرض ایمان سے ضد اس غارتگر دیں کو نہیں میری		تجھ سے ملے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

اُلٹا ترقی باطل کا کھٹکا ہوتا ہے بالجملہ یوں تو یہ کھٹکا ہمیشہ ہی ہوتا ہے پر آجکل پہلے سے زیادہ باتیں نظر آتی ہیں۔ قدیم سے لیکر آجتک جو یہ رہا کہ ایمان کم اور کفر زیادہ تو اُس کا باعث یہ تھا کہ خواہش کا غلبہ بخل کا زور دنیا کی آخرت سے عزت زیادہ رہی۔ پھر ہر شخص اپنی عقل پر نازاں اسلئے باوجود اسکے کہ اسلام کیلئے کتابیں نازل ہوئیں پیغمبر آئے معجزے دکھلائے اولیاء کی کراتیں علماء کے دلائل نے حق و باطل کو ظاہر کر دیا ثواب و عقاب کے وعدہ وعید نے بتلایا ڈرایا مطیعوں کو دنیا میں غالب مخالفوں کو مغلوب کیا اور کفر کے لئے ان سامانوں میں سے ایک بھی نہ تھا کفر ہی زیادہ رہا اسلام کبھی عالم میں زیادہ نہ ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ساتھ وہ احسان کیا کہ کسی صاحب قوم نے اپنی قوم کے ساتھ کیا ہوگا یعنی عذاب شدید اور قید فرعون سے چھڑا کر بادشاہ روئے زمین بنا دیا۔ پھر وہ اولوالعزمی توجہ اور ایسے ایسے معجزے کہ انکو ہوتے ہیں۔ ادھر توافق ملت اور بھی اطاعت کیلئے مد لیکن بایں ہمہ تسلیم احکام میں یہ دقت تھی کہ پہاڑ انکے سر پر اٹھا معلق کرنا پڑا تھا